فتاویٰ امن پوری (قسط ٦٥)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: مقروض بغیر قرض ادا کیے حج کو جا سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: جب تک اس کے قرض کی ادائیگی نہیں ہوتی، اس پر حج فرض نہیں۔ البتہ اگر بغیر قرض ادا کیے حج کرے، تو حج ادا ہو جائے گا۔

سوال: کیا نابالغ حج کر سکتا ہے؟

جواب: نابالغ حج کر سکتا ہے، اسے اس کے والدین احرام بندھوائیں، ارکان حج ادا کروائیں، اس حج کا اجر والدین کو ملے گا۔ یاد رہے کہ اس بچے سے فرض حج کی ادائیگی نہ ہو گی، بلکہ بلوغت کے بعد اگر وہ صاحب استطاعت ہو، تو اس پر ایک بار حج بیت اللہ کرنا فرض ہو گا۔

❀ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

''ایک عورت نے محفہ (عورتوں کی سواری کی پالکی) سے اپنا بچہ نکال کر کہا: اللہ کے رسول! کیا اس کا حج ہو جائے گا؟ فرمایا: جی ہاں! اور اجر آپ کو ملے گا۔''

(صحیح مسلم: 1336)

سوال: جس عورت کو ایام حج میں ماہواری آ جائے، تو وہ کیا کرے؟

جواب: طواف بیت اللہ کے علاوہ تمام ارکان حج ادا کرے اور پاکی کے بعد فرض طواف کر لے۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

''ہم مقام سرف یا اس کے قریب تھے کہ میں حائضہ ہو گئی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، تو میں رو رہی تھی۔ فرمایا: حیض آ گیا ہے؟ عرض کیا: جی ہاں۔ فرمایا: یہ تو اللہ نے بنات آدم کے مقدر میں لکھ دیا ہے، حیض ختم ہونے تک تمام ارکان حج سرانجام دیں، سوائے طواف کے۔''

(صحيح البخاري: 305، صحيح مسلم: 1211)

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں؛

''حائضہ حج یا عمرہ کا احرام باندھ چکی ہو، تو جب چاہے تلبیہ پکار سکتی ہے، البتہ طواف اور سعی نہیں کر سکتی۔ حیض کے اختتام تک طواف، سعی اور مسجد میں داخلے کے سوا تمام مناسک حج ادا کرے گی۔''

(المؤطّأ للإمام مالك: 342/1، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ أَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ عَلٰى تَحْرِيمِ الطَّوَافِ عَلَى الْحَائِضِ وَالنُّفَسَاءِ .

''اہل علم کا اجماع ہے کہ حائضہ اور نفاس والی عورت پر طواف کرنا حرام ہے۔''

(المَجموع شرح المهذب: 356/2)

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَمَّا الطَّوَافُ فَلَا يَجُوزُ لِلْحَائِضِ بِالنَّصِّ وَالْإِجْمَاعِ .

''نص اور اجماع سے ثابت ہے کہ حائضہ کے لیے طواف جائز نہیں۔''

(مَجموع الفتاوىٰ: 269/21)

سوال: عرفات میں کس وقت حاضری ضروری ہے کہ حج کی ادائیگی ہو جائے؟

(جواب): نو ذوالحجہ کے زوال کے بعد سے لے کر دس ذوالحجہ کی طلوع فجر سے پہلے پہلے میدان عرفات میں حاضری ہو جائے، تو حج ادا ہو جائے گا۔

❀ سیدنا عبدالرحمٰن بن یعمر دیلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے، آپ ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا: وقوفِ عرفات ہی حج ہے، جس نے طلوع فجر سے پہلے پہلے وقوف عرفات پالیا، اس نے حج پالیا۔''

مسند الإمام أحمد : 309/4، سنن أبي داوٗد : 1949، سنن النّسائي : 3019، سنن التّرمذي : 889-890، سنن ابن ماجه : 3015، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ابن الجارود رحمہ اللہ (۴۶۸)، امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۲۸۲۲) اور امام حاکم رحمہ اللہ (۲/۲۷۸، ۴۶۳، ۴۶۴) نے ''صحیح'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔ امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ اور امام سفیان ثوری رحمہ اللہ نے سماع کی تصریح کر رکھی ہے، نیز ان کی متابعت بھی ہوئی ہے۔

(سوال): کیا عرفات سے غروب آفتاب سے پہلے واپس لوٹ سکتے ہیں؟

(جواب): عرفات سے غروب آفتاب سے پہلے نہیں لوٹ سکتے۔ مغرب سے پہلے لوٹنے پر دم واجب ہے۔

(سوال): خطبہ حج کا وقت کیا ہے؟

(جواب): خطبہ حج میدان عرفات میں نو ذوالحجہ کو زوال آفتاب کے بعد دیا جاتا ہے۔ اس کے بعد نماز ظہر اور عصر کو جمع کیا جاتا ہے۔

(سوال): کیا محرم تار یا ربڑ کی پٹی سے تہبند باندھ سکتا ہے؟

(جواب): باندھ سکتا ہے۔

(سوال): حالت احرام میں جو چادر اوڑھی جاتی ہے، کیا پسینہ آنے کی صورت میں اسے اتار سکتا ہے؟

(جواب): بوقت ضرورت اُتار سکتا ہے۔

(سوال): جسے حج کی دعائیں زبانی یاد نہ ہوں، کیا وہ کتابچہ سے دیکھ کر پڑھ سکتا ہے؟

(جواب): کتابچہ سے دیکھ کر پڑھ سکتا ہے۔

(سوال): روایت: ''جس نے مینڈک کو قتل کیا، اس پر ایک بکری (بطور دم) واجب ہے، خواہ قتل کرنے والا محرم ہو یا حلال ہو۔'' کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

(جواب): یہ روایت سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مرفوع مروی ہے۔

(الكامل لابن عدي : 5/510)

سند ضعیف ہے۔

① عبدالرحمٰن بن ہانی ضعیف ہے۔

② ابوالزبیر مکی رحمہ اللہ کا عنعنہ ہے۔

③ سفیان ثوری رحمہ اللہ کا عنعنہ ہے۔

سفیان ثوری کی متابعت ابو مالک نخعی واسطی نے کی ہے، مگر وہ ضعیف و متروک ہے۔

❀ امام ابن حبان رحمہ اللہ نے اس روایت پر جرح کی ہے۔

(الثقات : 8/377)

کئی اہل علم نے اس روایت کو غیر ثابت اور غیر محفوظ قرار دیا ہے۔

(سوال): حالت احرام میں مینڈک کو قتل کرنا کیسا ہے؟

(جواب): محرم کے لیے مینڈک کو مارنا جائز نہیں۔ اس پر دم واجب ہے۔

(سوال): عورت مجبور ہے، کیا اس کی طرف سے اس کا مَحرم رمی جمار کر سکتا ہے؟

(جواب): کر سکتا۔

(سوال): کیا محرم چشمہ لگا سکتا ہے؟

(جواب): لگا سکتا ہے، یہ ضرورت ہے۔

(سوال): کیا حالت احرام میں بوٹ پہننے سے دم لازم آئے گا؟

(جواب): احرام میں ٹخنے ننگے رکھنا ضروری ہے، اگر بوٹ سے ٹخنے ڈھانپے، تو دَم لازم آئے گا۔

(سوال): کیا منیٰ سے کنکریاں اُٹھا کر مار سکتا ہے؟

(جواب): کہیں سے بھی کنکریاں اٹھائی جا سکتی ہیں۔

(سوال): اگر رمی جمرات میں ترتیب کو ملحوظ نہ رکھا، کیا اس پر دَم لازم آئے گا؟

(جواب): رمی جمرات میں ترتیب کو ملحوظ رکھنا سنت ہے، البتہ اس ترتیب کے ترک پر دَم لازم نہ ہوگا۔

(سوال): رمی جمرات کے لیے کنکریوں کا حجم کیا ہونا چاہیے؟

(جواب): رمی جمرات کے لیے چھوٹی چھوٹی کنکریاں لینی چاہییں، جو انگلی پر رکھ کر ماری جا سکیں۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

''عقبہ کی صبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا جب کہ آپ اپنی اونٹنی پر سوار تھے، کہ کنکریاں لے کر آؤ چنانچہ میں نے آپ کے لیے (چھوٹی، چھوٹی) انگلی پر

رکھ کر پھینکنے کے برابر کنکریاں اکٹھی کیں، جب میں نے آپ کے ہاتھ پر رکھیں، تو آپ ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا: (ان کے برابر کنکریاں ماریں) اور دین میں غلو سے بچیں، کیوں کہ آپ سے پہلے لوگ دین میں غلو کرنے کی وجہ سے ہی تباہ ہوئے۔''

(سنن النّسائي : 3059، سنن ابن ماجه : 3029، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ابن الجارود رحمہ اللہ (۴۷۳)، امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۲۸۶۸) اور امام ابن حبان رحمہ اللہ (۳۸۷۱) نے ''صحیح'' کہا ہے، امام حاکم رحمہ اللہ (۴۶۶/۱) نے اس کو بخاری ومسلم کی شرط پر ''صحیح'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

سوال: حج بدل کی اجازت کس کے لیے ہے؟

جواب: حج بدل کی اجازت اس کے لیے ہے، جو مالی استطاعت تو رکھتا ہے، مگر بیماری یا بڑھاپے یا کے باعث سفر کرنے سے قاصر ہے، تو وہ اپنی جگہ کسی ایسے شخص کو حج کے لیے بھیج سکتا ہے، جس نے خود اپنا فرض حج ادا کر لیا ہو۔ اس حج میں نیت اسی کی طرف سے کی جائے گی، جو حج کرا رہا ہے۔ اس کا اجر بھیجنے والے کو حاصل ہوگا، نیز حج بدل کرنے والا بھی اجر سے محروم نہ ہوگا۔

اسی طرح وہ عورت بھی حج بدل کرا سکتی ہے، جو مالی وجسمانی استطاعت تو رکھتی ہے، مگر اس کا کوئی مَحرم رشتہ دار موجود نہیں، کیونکہ عورت کے لیے بغیر محرم سفر کرنا جائز نہیں۔

یاد رہے کہ جسے مالی استطاعت حاصل ہو اور جسمانی طور پر بیت اللہ تک کا سفر نہ کر سکتا ہو، اس پر حج بدل فرض ہے، کیونکہ جو شخص مالی اور جسمانی ہر لحاظ سے بیت اللہ تک آنے کی استطاعت رکھتا ہو، وہ حج بدل نہیں کرا سکتا۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

''خثعم قبیلہ کی ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا، جب کہ سیدنا فضل رضی اللہ عنہ (سواری پر) آپ ﷺ کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے: اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر حج فرض کیا ہے، تو وہ میرے بوڑھے باپ پر بھی فرض ہو چکا ہے، لیکن وہ سواری پر صحیح طور پر نہیں بیٹھ سکتے، کیا اس کی طرف سے حج کیا جا سکتا ہے؟ فرمایا: جی ہاں!۔''

(صحيح البخاري : 1513، صحيح مسلم : 1334)

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

''جہینہ قبیلے کے فلاں آدمی نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا: میرا بوڑھا باپ حج کیے بغیر فوت ہو گیا ہے، یا یوں کہا ہے کہ حج کی استطاعت نہیں رکھتا، (کیا اس کی طرف سے حج کیا جا سکتا ہے؟) آپ ﷺ نے فرمایا: اس کی طرف سے آپ حج کر لیں۔''

(صحيح مسلم : 1325، مختصراً، مسند أحمد : 1/244-279، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

''نبی کریم ﷺ نے ایک آدمی کو 'لبیک عن شبرمۃ'' (اللہ میں شبرمہ کی طرف سے حاضر ہوں) کہتے سنا، پوچھا: شبرمہ کون ہے؟ اس نے کہا: وہ میرا بھائی ہے یا میرا رشتہ دار ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: کیا آپ نے کبھی حج کیا؟ کہا: نہیں! فرمایا: یہ حج اپنی طرف سے کر لیں، پھر شبرمہ کی طرف سے تلبیہ کہنا (یعنی حج کرنا)۔''

(سنن أبي داوٗد : 1811، سنن ابن ماجه : 2903، سنن الدّارقطني : 2/370، حسنٌ)

❁ سیدنا ابورزین عقیلی رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور پوچھنے لگے:

''میرے والد ضعیف العمر ہیں وہ حج، عمرہ اور سفر کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے۔ فرمایا: اپنے والد کی طرف سے حج بھی کر لیں اور عمرہ بھی۔''

(مسند الإمام أحمد : 10/4، سنن أبي داوٗد : 1810، سنن النّسائي : 2622، سنن التّرمذي : 930، سنن ابن ماجه : 2906، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کے سب راویوں کو امام دارقطنی رحمہ اللہ (سنن الدّارقطني : ۲/ ۱۸۳) نے ''ثقہ'' قرار دیا ہے، اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن صحیح''، امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۳۰۴۰)، امام ابن الجارود رحمہ اللہ (۵۰۰) اور امام ابن حبان رحمہ اللہ (۳۹۹۱) نے ''صحیح'' کہا ہے، امام حاکم رحمہ اللہ (۱/ ۴۸۱) نے امام بخاری رحمہ اللہ اور امام مسلم رحمہ اللہ کی شرط پر ''صحیح'' کہا ہے۔ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

سوال: کیا مرد کی طرف سے عورت حج بدل کر سکتی ہے؟

جواب: کر سکتی ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

''خثعم قبیلہ کی ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا، جب کہ سیدنا فضل رضی اللہ عنہ (سواری پر) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے: اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر حج فرض کیا ہے، تو وہ میرے بوڑھے باپ پر بھی فرض ہو چکا ہے، لیکن وہ سواری پر صحیح طور پر نہیں بیٹھ سکتے، کیا اس کی طرف سے حج کیا جا سکتا ہے؟ فرمایا: جی ہاں!۔''

(صحيح البخاري : 1513، صحيح مسلم : 1334)

سوال: اندھا صاحب استطاعت خود حج کرے یا حج بدل کرا دے؟

(جواب): اگر اس اندھے کو چلانے والا کوئی ہے، تو اس کے ہمراہ حج کرے، ورنہ وہ حج بدل کرا سکتا ہے۔

(سوال): ایک شخص پر حج فرض تھا، مگر اس نے ادا نہ کیا اور فوت ہو گیا، مرتے دم تک حج کی وصیت بھی نہیں کی، کیا اس کی طرف سے حج کیا جا سکتا ہے؟

(جواب): استطاعت کے باوجود حج نہ کرنے پر یہ شخص سخت گناہ گار ہے، چونکہ اس نے وصیت نہیں کی، اس لیے اس کی طرف سے حج نہیں کیا جا سکتا۔

❀ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَنْ أَطَاقَ الْحَجَّ فَلَمْ يَحُجَّ، فَسَوَاءٌ عَلَيْهِ يَهُودِيًّا مَاتَ أَوْ نَصْرَانِيًّا.

''جو حج کرنے کی (مالی وجسمانی) طاقت رکھتا ہو، مگر حج نہ کرے، تو وہ یہودی ہو کر مرے یا عیسائی ہو کر، اس کے لیے برابر ہے۔''

(حلية الأولياء لأبي نُعَيم: 252/9، الدّرّ المنثور للسّيوطي: 275/2، صحيحٌ)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۲/۸۵) اور حافظ سیوطی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (التلخیص الحبیر: ۲/۴۸۸) نے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

(سوال): حج بدل مرنے کے بعد ہے یا زندگی میں بھی؟

(جواب): حج بدل زندگی میں ہی ہے، مرنے کے بعد کسی کی طرف سے حج اس صورت میں ہے، جب مرنے والے نے حج کی نذر مانی ہو، مگر اپنی زندگی میں نذر پوری نہ کر سکا ہو۔

(سوال): ایک شخص نے جوانی میں باوجود صاحب استطاعت ہونے کے، حج نہیں کیا، کیا بڑھاپے میں حج بدل کرا سکتا ہے؟

(جواب): بڑھاپے میں حج بدل کرا سکتا ہے، البتہ جوانی میں سستی پر گناہ گار ہو گا۔

سوال: کیا قریب المرگ اپنی وراثت میں سے کسی کو حج کرا سکتا ہے؟

جواب: اگر حج کے اخراجات کل ورثہ کے ایک تہائی یا اس سے کم ہے، تو کسی کو حج کے لیے بھیجنے کی وصیت کر سکتا ہے، بشرطیکہ جسے حج پر بھیجا جا رہا ہے، وہ وارثوں میں سے نہ ہو، کیونکہ وارثوں کے حق میں وصیت جائز نہیں۔

سوال: ایک شخص حج کے ارادے سے گھر سے نکلا، مگر بیمار ہو گیا، تو واپس آ گیا، اب بستر مرگ پر ہے، وہ حج کے پیسوں کا کیا کرے؟

جواب: اسے چاہیے کہ ان پیسوں سے اپنی طرف سے کسی کو حج بدل کرا دے۔

سوال: نفلی حج بدل کرانا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: ایک صاحب استطاعت شخص بیمار تھا، صحت یابی کی اُمید نہیں، حج بدل کرا دیا، بعد میں صحت یاب ہو گیا، تو مالی وجسمانی استطاعت حاصل ہے، کیا اب اس پر حج فرض ہے؟

جواب: جب اس نے حج بدل کرا دیا، تو اس کا فرض ادا ہو چکا، دوبارہ مالی وجسمانی استطاعت حاصل ہونے پر حج فرض نہ ہوگا، البتہ نفلی حج کر سکتا ہے۔

سوال: جو شخص حج بدل کر رہا ہے، کیا وہ حج بدل کرانے والے کے میقات سے احرام باندھے یا کہیں سے بھی باندھ سکتا ہے؟

جواب: وہ کسی بھی قریبی میقات سے احرام باندھ سکتا ہے، حج بدل کرانے والے کے میقات سے باندھنا ضروری نہیں، البتہ احرام کی نیت حج بدل کرانے والے کی طرف سے کرے گا، مثلاً ''لبیک عن فلان''

سوال: فوت شدہ کی طرف سے حج کرنا کیسا ہے؟

جواب: فوت شدہ کی طرف سے اسی صورت حج کیا جا سکتا ہے، جب اس نے نذر مانی ہو، مگر نذر پوری نہ کر سکا ہو، تو اس صورت میں میت کا ولی نذر پوری کرے گا۔ اسی طرح اگر میت نے اپنی طرف سے حج کرنے کی وصیت کی ہو، تو اس کی طرف سے حج کیا جا سکتا ہے، بغیر وصیت یا نذر کے میت کی طرف سے حج یا عمرہ کرنا درست نہیں۔

سوال: کیا حج بدل اولاد کے علاوہ بھی کوئی کر سکتا ہے؟

جواب: اولاد کے علاوہ کسی دوسرے کو بھی حج بدل کرایا جا سکتا ہے۔

سوال: جسے حج بدل کے لیے بھیجا، وہ راستے میں مر گیا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: یہ حج ادا نہ ہوا۔ اس کی جگہ کسی اور کو حج کے لیے بھیجا جائے۔

سوال: کیا حج بدل کے بعد حج کرانے والے کے مکان پر واپس آنا ضروری ہے؟

جواب: حج کرانے والے کے مکان پر آنے کی ضرورت نہیں، وہ اپنے گھر چلا جائے۔

سوال: کیا اپنے حج کا ثواب دوسرے کو دینا جائز ہے؟

جواب: کچھ لوگ حج، عمرے یا طواف کا ثواب فوت شدگان کو ایصال کرتے ہیں، ایسا کرنا جائز نہیں۔ کتاب وسنت میں ایصال ثواب کا یہ طریقہ مروی نہیں۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

لَا يَحُجَّ أَحَدٌ عَنْ أَحَدٍ .

”کوئی کسی کی طرف سے حج نہ کرے۔“

(جزء أبي الجهم : 24، وسندهٗ صحيحٌ)

سوال: حج کے موقع پر مسجد نبوی میں حاضری دینا کیسا ہے؟

جواب: مسجد نبوی کی زیارت کے لیے جانا مستحب اور باعث اجر ہے۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلٰى ثَلاثَةِ مَسَاجِدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْمَسْجِدِ الْأَقْصٰى وَمَسْجِدِي هٰذَا» .

”(ثواب کی نیت سے) تین مساجد کے علاوہ سفر نہ کیا جائے (۱) مسجد حرام (۲) مسجد اقصیٰ (۳) میری مسجد (مسجد نبوی)۔“

(صحيح البخاري : 1189 ، صحيح مسلم : 1397)

مگر مسجد نبوی کے لیے جانا حج یا عمرہ کا حصہ نہیں، یہ اختیاری ہے۔ بعض یہ خیال کرتے ہیں کہ مسجد نبوی میں اتنی اتنی نمازیں ادا کرنا ضروری ہے، جبکہ یہ خیال بے دلیل ہے۔

سوال: کیا زیارت قبر نبوی جائز ہے؟

جواب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر حاضری دینا جائز ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم درود وسلام کے لیے حاضر ہوتے تھے۔ البتہ بعض لوگ جو منتیں مانگنے اور عرضیاں ڈالنے کے لیے قبر نبوی پر حاضری دیتے ہیں، ایسا ہرگز جائز نہیں، یہ صحابہ اور اسلاف امت کی عملی مخالفت ہے۔

❁ عبداللہ بن دینار رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

رَأَيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَقِفُ عَلٰى قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَيُصَلِّي عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَعَلٰى أَبِي بَكْرٍ وَّعُمَرَ .

”میں نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر کھڑے ہو کر درود پڑھتے اور سیدنا ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو سلام کہتے تھے۔“

(المؤطّأ للإمام مالك : 166/1 ، السّنن الكبرٰى للبيهقي : 245/5 ، وسندهٗ صحيحٌ)

یہ بعینہ وہی سلام ہے، جو قبرستان میں فوت شدگان کو کہا جاتا ہے۔

❀ سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سفر سے واپس آتے، تو قبر رسول ﷺ پر جا کر کہتے:

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَبَا بَكْرٍ، السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَبَتَاهُ.

''اے اللہ کے رسول! آپ پر سلامتی ہو، اے ابو بکر! آپ پر سلامتی ہو اور ابا جان! آپ پر سلامتی ہو۔''

(فضل الصّلاة على النبيّ للقاضي إسماعيل بن إسحاق، ص 81-82، ح : 99؛ السّنن الكبرٰى للبيهقي : 245/5، وسندهٗ صحيحٌ)

سوال: اگر کوئی شخص حج وعمرہ کے لیے مکہ جائے، مگر مدینہ میں حاضری نہ دے، کیا اس کا حج مکمل ہے؟

جواب: اس کا حج مکمل ہے۔

سوال: حدیث: ''جس نے حج کیا اور میری (قبر کی) زیارت نہ کی، اس نے مجھ سے بے وفائی کی۔'' کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

جواب: یہ اور اس معنی میں مروی تمام روایات ضعیف و ناقابل حجت ہیں۔

ان کے بارے میں اہل علم کی تحقیق ملاحظہ فرمائیں:

❀ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

''نبی اکرم ﷺ کی قبر مبارک کی زیارت کے حوالے سے بیان کی جانے والی تمام روایات ضعیف بلکہ من گھڑت ہیں۔''

(الرّدّ على البكري : 253)

۞ علامہ ابن عبدالہادی رحمہ اللہ (۷۴۴ھ) کہتے ہیں:

''معترض (سبکی) نے اس بارے میں جتنی بھی روایات ذکر کی ہیں اور دعویٰ کیا ہے کہ یہ دس سے زائد حدیثیں ہیں، ان میں سے کوئی ایک بھی حدیث صحیح نہیں، بلکہ یہ ساری کی ساری ضعیف اور کمزور ہیں، بلکہ بعض کا ضعف تو اتنا شدید ہے کہ ان پر ائمہ دین وحفاظ نے من گھڑت ہونے کا حکم لگایا ہے۔اسی طرف شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اشارہ فرمایا ہے۔''

(الصّارم المُنكي في الردّ على السبكي :21)

۞ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

''اس حدیث کی ساری سندیں ضعیف ہیں۔''

(التّلخيص الحبير :267/2)

فائدہ:

۞ حافظ ذہبی رحمہ اللہ (۷۴۸ھ) لکھتے ہیں:

''اس بارے میں روایات کمزور ہیں جو ایک دوسرے کو تقویت دیتی ہیں، کیونکہ ان کے راویوں میں سے کسی پر جھوٹ بولنے کا الزام نہیں ہے۔''

(تاريخ الإسلام :213/11)

۞ نیز حافظ سخاوی رحمہ اللہ (۹۰۲ھ) فرماتے ہیں:

''اسی طرح ذہبی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ اس کی سندیں تو ساری کی ساری ضعیف ہیں، لیکن وہ ایک دوسرے سے تقویت حاصل کرتی ہیں، کیونکہ ان کی سند میں کوئی متہم بالکذب راوی موجود نہیں۔''

(المَقاصد الحَسنة :647/1)

یعنی حافظ ذہبی وسخاوی کے نزدیک بھی اس حدیث کی ساری سندیں ''ضعیف'' ہیں اوراس کی کوئی ایک بھی سند حسن یا صحیح نہیں۔البتہ وہ ان ساری ''ضعیف'' سندوں کے مل کر قابل حجت ہونے کا نظریہ رکھتے ہیں۔ان کی یہ بات ان کے تساہل پر مبنی ہے اور کئی اعتبار سے محل نظر ہے:

① کئی سندوں میں ''کذاب'' اور ''متہم بالکذب'' راوی موجود ہیں، خود حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے بھی اسی حدیث کی بعض سندوں کے راویوں کو ''کذاب'' اور ''متروک'' قرار دیا ہے۔

② کئی ''ضعیف'' سندوں کے باہم مل کر قابل حجت بننے کا نظریہ متقدمین ائمہ دین کے ہاں رائج نہیں تھا۔ یہ بعد کے ادوار میں متاخرین نے بنایا اور اپنایا ہے۔یہی وجہ ہے کہ اس تساہل پسندانہ قاعدے کے نفاذ میں متاخرین بھی اختلاف کا شکار ہیں۔اسی حدیث کا معاملہ دیکھ لیں کہ ''ضعیف+ضعیف=قابل حجت'' کے قاعدے کو تسلیم کرنے والے اہل علم ہی اس کے حکم میں مختلف ہیں،بعض اسے ''ضعیف'' بلکہ من گھڑت قرار دیتے ہیں تو بعض اسے قابل حجت بتا رہے ہیں۔

سوال: کسی وبا کی وجہ سے اگر حکومت وقت حجاج کے لیے مدینہ کی زیارت پر پابندی لگا دے،تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر مدینہ میں وبا کا خطرہ ہو،تو انتظامیہ حجاج کے مدینہ کی زیارت پر پابندی لگا سکتی ہے۔اس صورت میں حج مکمل ہے، کیونکہ حج کا کوئی بھی رکن مدینہ سے متعلق نہیں ہے۔

سوال: جو محرم سفر حج میں فوت ہو جائے،اس کی کیا فضیلت ہے؟

جواب: جو شخص دوران حج فوت ہو جائے، وہ قیامت کے دن حالت احرام میں

اٹھایا جائے گا اور تلبیہ پڑھ رہا ہوگا۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

''ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ ایک آدمی احرام کی حالت میں اپنے اونٹ سے گرا اور گردن ٹوٹنے کی وجہ سے مر گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے پانی میں بیری کے پتے ڈال کر غسل دیں اور اس کی اسی دو چادروں میں کفن دے دیں، لیکن اس کا سر نہ ڈھانپنا، کیوں کہ اللہ تعالی اسے قیامت کے دن اٹھائے گا، تو یہ تلبیہ پڑھ رہا ہوگا۔''

(صحيح البخاري: 1267، صحيح مسلم: 1206)

سوال: جس نے حج مکمل نہیں کیا، مگر فوت ہو گیا، کیا اسے حج کا اجر ملے گا؟

جواب: ان شاء اللہ ضرور ملے گا، بلکہ زائد فضائل بھی حاصل ہوں گے۔

سوال: حج کے لیے تیاری کی، مگر روانگی سے پہلے ہی فوت ہو گیا، کیا حکم ہے؟

جواب: اس کی جگہ کسی اور کو حج کے لیے بھیج دیا جائے۔

سوال: ایک شخص نے نفل حج کی تیاری کی، مگر بعد میں حج کا ارادہ ترک کر دیا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: کوئی حرج نہیں، نفل حج کا ارادہ ترک کیا جا سکتا ہے۔

سوال: نفل حج کے لیے احرام باندھا، مگر کسی اہم ضرورت کی وجہ سے احرام کھول دیا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: کچھ مضائقہ نہیں، اس پر حج کی قضا ضروری نہیں۔

سوال: نکاح کرنا واجب ہے یا سنت؟

(جواب): نکاح کا حکم مختلف ہے۔ بعض کے حق میں واجب، بعض کے حق میں مسنون اور بعض کے حق میں مکروہ ہے۔

جو اسباب نکاح رکھتا ہو اور بدکاری کا اندیشہ بھی ہو، اس پر نکاح کرنا واجب ہے۔

جو اسباب نکاح رکھتا ہے، نکاح کا اہل بھی ہے، اپنے نفس پر قابو بھی رکھ سکتا ہے اور اسے عصمت وعفت کے حوالہ سے کوئی خدشہ نہیں، ایسے شخص کے لیے نکاح کرنا مستحب ہے، اگر نہ کرے، تو گناہگار نہیں۔

یاد رہے کہ اسباب نکاح نہ ہونے کی صورت میں پہلے کے لیے روزے رکھنا واجب اور دوسرے کے لیے مستحب ہوگا۔

ایسا شخص جو اسباب نکاح کے باوجود بڑھاپے، بیماری یا نامردی کی وجہ سے نکاح کا اہل نہ ہو، تو اس کے لیے نکاح کرنا مکروہ ہے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَبَابًا لَا نَجِدُ شَيْئًا، فَقَالَ لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ، مَنِ اسْتَطَاعَ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ، فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ، وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ .

''جوانی کے دنوں میں ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نوجوانو! جو اسباب نکاح کی طاقت رکھتا ہے، وہ شادی کر لے، اس سے نظر اور عزت محفوظ رہے گی اور جس کے پاس وسائل نہ ہوں، وہ (نفلی) روزے رکھے، اس سے شہوت ختم ہو جائے گی۔''

(صحيح البخاري : 5066، صحيح مسلم : 1400)

❀ اس کے معارض ایک روایت ہے:

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ چند صحابہ ازواج مطہرات کے پاس آئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال معلوم کیے، تو انہوں نے اپنے تئیں یہ خیال کیا کہ ہماری عبادت تو قلیل ہے، ان میں سے ایک کہنے لگا: میں ساری رات قیام کروں گا، دوسرا کہنے لگا: میں ہمیشہ روزہ رکھوں گا، تیسرے نے کہا: میں شادی نہیں کروں گا، ان کی یہ باتیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچیں، تو فرمایا:

مَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي .

''جس نے میری سنت سے بے رغبتی کی، اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔''

(صحيح البخاري : 5063، صحيح مسلم :1401)

ان میں جمع و توفیق کی صورت یوں ہے کہ جو اسباب نکاح رکھتا ہو، اسے چاہیے کہ نکاح کرلے۔ یہ حکم استحبابی ہے، کیوں کہ نکاح مسنون عمل ہے۔ لیکن جو اسباب کے ہوتے ہوئے اس سنت سے اعراض کرے اور تبتل اختیار کرلے، وہ اس وعید کا حق دار ٹھہرے گا۔

(سوال): نان و نفقہ کی طاقت ہو، تو کیا شادی کرنا افضل ہے؟

(جواب): اسباب نکاح موجود ہوں، تو شادی کرنا باعث فضیلت و برکت ہے۔ اس شخص کو بے شمار فوائد حاصل ہونے والے ہیں، یہ سنت کا اجر پانے والا ہے۔

(سوال): لڑکی کی شادی میں بلا عذر شرعی تاخیر کرنا کیسا ہے؟

(جواب): رشتہ میسر ہو، تو لڑکی کی شادی میں تاخیر کرنا مناسب نہیں۔

(سوال): دوسری شادی کو معاشرتی عیب سمجھنا کیسا ہے؟

(جواب): دوسری شادی جائز ہے، بشرطیکہ شوہر عدل کرنے والا ہو۔ دوسری شادی کی اجازت قرآن کریم میں موجود ہے۔ یہ انبیائے کرام کی سنت ہے۔ صحابہ کرام کا عمل ہے، بلکہ مسلمانوں میں عام رائج متوارث عمل ہے۔ کسی معاشرے کا دوسری شادی کو ناجائز یا عیب خیال کرنا برا عمل ہے۔ اسی طرح کسی ریاست کو حق حاصل نہیں کہ وہ دوسری شادی پر مطلقاً پابندی عائد کرے، جبکہ کتاب وسنت میں اس کا جواز موجود ہے۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنٰى وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ﴾

(النِّساء: 3)

''جتنی عورتوں سے چاہو نکاح کرو، دو دو سے، تین تین سے، چار چار سے۔''

❁ حافظ بغوی رحمہ اللہ (۵۱۶ھ) فرماتے ہیں:

اِتَّفَقَتِ الْأُمَّةُ عَلٰى أَنَّ الْحُرَّ يَجُوزُ لَهٗ أَنْ يَّنْكِحَ أَرْبَعَ حَرَائِرَ .

''امت کا اجماع ہے کہ آزاد مسلمان کے لیے بیک وقت چار آزاد عورتوں سے نکاح کرنا جائز ہے۔'' (شرح السّنة: 61/9)

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

مُجْمَعٌ عَلَيْهِ بَيْنَ الْعُلَمَاءِ .

اس پر اہل علم کا اجماع ہے (کہ مسلمان زیادہ سے زیادہ چار بیویاں رکھ سکتا ہے)۔''

(تفسیر ابن کثیر: 209/2)

(سوال): بچوں والی بیوہ کا نکاح کرنا کیسا ہے؟

(جواب): جائز ہے۔ قرآن نے اس کے جواز کی طرف اشارہ کیا ہے۔ (النساء: ۲۳)

(سوال): بالغ لڑکی کا نکاح کرانا کس کی ذمہ داری ہے؟

(جواب): لڑکی کے ولی کی ذمہ داری ہے کہ اس کا نکاح کر دے۔ ولی کی رضامندی کے بغیر نکاح نہیں۔

(سوال): کیا بالغ لڑکا اپنا نکاح خود کر سکتا ہے؟

(جواب): بالغ لڑکا اپنے معاملات میں خود مختار ہے، لہٰذا وہ اپنا نکاح خود کر سکتا ہے۔

(سوال): کیا ولی نابالغ لڑکے کا نکاح کر سکتا ہے؟

(جواب): کر سکتا ہے، مگر بلوغت کے بعد اسے نکاح باقی رکھنے یا ختم کرنے کا اختیار حاصل ہوگا۔

(سوال): کیا بلوغت کے بعد بچے یا بچی شادی نہ کرنے کا گناہ والد پر ہے؟

(جواب): بچوں کی بروقت شادی کرنی چاہیے۔ بلا وجہ تاخیر درست نہیں۔ اس کا وبال والد یا سرپرست پر ہے۔

تنبیہ: سیدنا ابو سعید خدری اور سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنْ بَلَغَ وَلَمْ يُزَوِّجْهُ فَأَصَابَ إِثْمًا، فَإِنَّمَا إِثْمُهُ عَلٰى أَبِيهِ.

''بچی یا بچہ عمر بلوغ کو پہنچ جائے اور اس کا والد اس کی شادی نہ کرے اور اس سے کوئی گناہ ہو جائے، تو اس کا وبال اس کے باپ پر ہوگا۔''

(شعب الإيمان للبيهقي : 8299)

سند ضعیف ہے۔ سعید بن ایاس جریری مختلط ہیں، شداد بن سعید کا ان سے قبل از اختلاط روایت کرنا ثابت نہیں۔